جناب پروفیسر محمد افضل رضا صاحب

آہ پروفیسر سید تقویم الحق صاحبؒ

ایک نابغۂ روزگار شخصیّت جو چل بسی

اجل کو کام سونپا ہے عجب دست مشیت نے
چمن سے پھول چننا اور ویرانوں میں رکھ دینا

سبط المرشدی حضرت مولانا حافظ راشد الحق سمیع حقانی صاحب طولعمرہ' کے خصوصی ارشاد کی تعمیل میں کئی روز سے ایک ایسی ہستی کی وفات حسرت آیات پر قلم اٹھاتا رہا ہوں اور پھر اسے اپنی جگہ پہ رکھتا چلا آیا ہوں۔ فقط اور فقط اس شدید احساس کی وجہ سے کہ اس کے بارے میں کیا کیا لکھوں' کتنا لکھوں' کیسے لکھوں۔ حضرت مولانا پروفیسر سید تقویم الحق صاحب نور اللہ مرقدہ' بیک وقت میرے ہم جماعت بھی تھے' میرے استاد بھی تھے' میرے دوست اور ہم مضمون پروفیسر بھی تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے مشفق سرپرست بھی تھے اور پیر بھائی بھی تھے۔ ہم جماعت ایسے کہ ۱۹۶۳ء میں ہم دونوں نے ایم اے پشتو کا امتحان پاس کیا۔ الحمدللہ دونوں کی امتیازی حیثیت تھی استاد ایسے کہ اردو میں ایم فل کے سلسلے میں آپ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے میرے تحقیقی مقالے کے نگران اور رہنما تھے۔ ہم مضمون پروفیسر ایسے کہ سرکاری کالجوں میں کئی سال تک ہم پشتو ادبیات پڑھاتے رہے۔ غالباً پورے صوبے میں آپ ہی مجھ سے سینئر تھے۔

دوستی اور شفقت کے بے شمار واقعات کو درطہ تحریر میں لانا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وفات سے تین روز قبل اپنا آخری خط عیادت کے سلسلے میں راقم الحروف کے نام لکھا۔ سرپرست ایسے کہ جب بھی تعلیمی اور انتظامی امور میں مشورے کی ضرورت پڑتی تو میں صرف آپ ہی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔ جس محبت اور خلوص بھرے انداز سے مشورے سے نوازتے وہ میرے ذہن و دل پر نقش ہے۔ پیر بھائی ایسے کہ وہ دارالعلوم دیوبند میں قیام پاکستان سے قبل میرے مرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے تلمیذ رشید رہ چکے تھے۔ آپ نے وہاں حضرت شیخؒ سے ملا حسن اور دیگر کتب پڑھی تھیں۔ دارالعلوم دیوبند کے امتحان میں بھی اول پوزیشن حاصل کی۔ ویسے میں آپکو ہمیشہ تحریر و تقریر میں پیر بابا مخاطب کیا کرتا تھا۔ اس نابغہ روزگار شخصیت' پروفیسر سید تقویم الحق کاکاخیل

صاحبؒ نے علاقہ خٹک تحصیل نوشہرہ کے گاؤں "زیارت کاکا صاحبؒ" میں سید حمیم گل صاحبؒ کے ہاں ۱۹۲۷ء میں اگست کی پندرھویں تاریخ کو آنکھ کھولی۔ آپ الاقطاب حضرت کستیر گل صاحبؒ المعروف بہ شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ کے مقدس روحانی اور علمی خاندان کے فرزند ارجمند تھے۔ ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ نصرت الاسلام میں حاصل کی۔ بعد ازاں اعلیٰ مذہبی تعلیم کیلئے دیوبند تشریف لے گئے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران فارغ التحصیل ہوئے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔ خود آپکے ہمدرس میرے مشفق حضرت مولانا حافظ محمد اسرار الحق صاحب فاضل دیوبند نے ایک روز آپ کے بارے میں مجھے بتایا کہ تقویم الحق صاحبؒ حضرت شیخ العرب والعجم کے منظور نظر تلامذہ میں سے تھے اور آپ کی ذہانت اور فطانت سے اس قدر متاثر تھے کہ فرمایا کرتے تھے کہ تقویم الحق صاحب اپنے دور کے بہترین نقاد ہوں گے اور یہ پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔ ادبیات کے ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میں آپ کو اردو اور پشتو ادبیات کے صف اول کے ناقدین میں شمار کرتا ہوں۔ دارالعلوم دیوبند سے واپسی کے بعد پشاور یونیورسٹی سے میٹرک' ایف اے' بی اے اور ایم کے امتحانات بطور پرائیوٹ امیدوار پاس کیے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۲ء کو صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم میں اسلامیات کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے پشتو کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا اور طلائی تمغہ حاصل کیا اور صوبہ سرحد کے مختلف سرکاری کالجوں میں بالخصوص گورنمنٹ کالج بنوں' گورنمنٹ کالج مردان' گورنمنٹ کالج نوشہرہ اور گورنمنٹ کالج ٹانک وغیرہ میں کئی سال تک ادبیات پشتو پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ کئی سال تک مختلف سرکاری کالجوں کے پرنسپل رہے۔ جن میں گورنمنٹ کالج پشاور' گورنمنٹ کالج چارسدہ' گورنمنٹ کالج کوہاٹ' گورنمنٹ کالج تھانہ وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں پشتو پراجیکٹ کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے آپ کو نئی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ بعد ازاں محکمہ تعلیم میں ڈپٹی سیکرٹری مقرر ہوئے اور ۱۹۸۷ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ غالباً ۱۹۶۰ء میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تھی۔

جدید پشتو ادب میں بحیثیت شاعر' ادیب' نقاد' محقق' ماہر لسانیات آپ کو جو مقام حاصل تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ شعر گوئی میں بہت کم طبع آزمائی کی ہے۔ زیادہ تر توجہ پشتو نثر کی طرف مبذول رہی۔ علامہ اقبالؒ کی مشہور تصنیفات زبور عجم' پس چہ باید کرد' مسافر کو نہایت دل نشین انداز میں پشتو نظم میں

منتقل کیا۔ افغانستان کے مشہور ادیب اور محقق آقائے جیبی مرحوم کی مشہور تحقیقی کتاب پشتو ادب کی تاریخ کی تلخیص کی۔ بیسیوں پشتو کتب کے مقدمے لکھ چکے ہیں جن میں مقدمہ مخزن العلوم (اخون درویزہ باباؒ) مقدمہ دیوان علی خان (قدیم پشتو شاعر) مقدمہ لی لی نورہ (مصنیف) مقدمہ میلفیم اور کزما سوات کے پٹھانوں میں (اردو ترجمہ) وغیرہ شامل ہیں۔ اور بہت زیادہ مشہور ہیں۔

آپ تعلیم بالغان اور دیگر سرکاری منصوبوں کے تحت لکھی گئی بیسیوں کتب پر نظر ثانی بھی کر چکے ہیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کے بارے میں آپ کی مبسوط پشتو کتاب کو خوبصورت علمی اور تحقیقی اضافے کی حیثیت حاصل کی۔ گذشتہ کئی سال سے پشاور ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان پشاور سے آپ کی نشر شدہ ادبی تقاریر بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ دیگر ادبی مباحثوں میں شرکت کے علاوہ آپ نے خوشحال خان خٹک، رحمان بابا اور علامہ اقبالؒ کے بارے میں اردو زبان میں وقتاً فوقتاً جو علمی مقالات اور خطبات پیش کئے ہیں انہیں ہماری ادبی تاریخ کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک ممتاز عالم دین اور فاضل دیوبند ہونے کی حیثیت سے آپ نے کئی ایک مذہبی موضوعات پر ٹی وی سکرین پر متعدد دفعہ ناظرین سے خطاب کیا۔ جسے بیحد سراہا گیا۔ جناب میاں صاحب مرحوم کی طبیعت میں شائستہ ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ جس محفل میں بھی تشریف فرما ہوتے۔ محفل زعفران زار بن جاتی۔ ریڈیو پاکستان پشاور سے کئی سال تک روزنامچہ اور "نوے تازہ" کے نام سے آپ کی اپنی آواز میں مخصوص انداز تحریر اور شگفتہ ودلکش اسلوب بیان کے ساتھ نہایت ہی معیاری انشائیے نشر ہوتے رہے۔ ایک بلند پایہ انشائیہ نگار کی حیثیت سے بھی آپ امتیازی شان کے حامل تھے۔

آپ کی دلچسپ اور دل نشین انداز تحریر اور طرز بیان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چند سال قبل جناب جنرل ضیاء الحق صاحب شہیدؒ کے آخری دور حکومت میں اکادمی ادبیات پاکستان 'اسلام آباد کے زیر اہتمام اسلام آباد ہوٹل میں پاکستان کے ایک ہزار کے لگ بھگ ممتاز و معروف شعراء اور ادباء' اہل قلم باقاعدہ کانفرنس میں شریک تھے۔ جناب میاں صاحب مرحومؒ نے خوشحال خان خٹک کے بارے میں اپنا فن پارہ تحقیقی مقالہ کچھ اس انداز سے پیش کیا کہ حاضرین مسحور تھے۔ میں خود بھی موجود تھا۔ اردو زبان میں تحریر اس مقالے کے اسلوب نگارش اور میاں صاحب مرحومؒ کے مخصوص دلکش انداز بیان پر ہر جملے کے اختتام پر تمام حاضرین کلمات تحسین و آفرین پیش کر رہے تھے۔ مقالے کے اختتام پر بعض نئے آنے والے مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات کی پیشکش سے یہ کہہ کر معذوری کا اظہار کیا

کہ میاں صاحب مرحومؒ کے شہپارے کے بعد ہم کیا مقالہ پیش کریں گے۔

پشتو زبان وادب کی جو خدمت نہایت علمی انداز میں پروفیسر سید تقویم الحق صاحبؒ مرحوم نے کی ہے۔ وہ پشتو زبان وادب سے تعلق رکھنے والوں کو ہمیشہ یاد رہیگی۔ آپ نے تعلیمی نصاب میں پشتو زبان وادب کو جائز مقام دلانے اور اسے مدارس میں تدریسی زبان بنانے میں جو اہم کردار ادا کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ علمی اور ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب مرحومؒ کی جانب سے آپ کو تمغہ امتیاز ملا۔

پرائمری سطح تک تمام مضامین کی پشتو زبان میں تدریس آپ ہی کا کارنامہ ہے۔ ان مضامین کی اردو کتب کے تراجم کا اہم کام بھی آپ نے بنفس نفیس انجام دیا ہے اور پھر ان کی تدریس کیلئے اساتذہ کیلئے تربیتی پروگراموں کا اہتمام بھی آپ ہی کی مخلصانہ مساعی کی بدولت ممکن ہو سکا ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بلوچستان' افغانستان اور سرحد میں پشتو زبان کی رسم الخط میں قدرے تفاوت کیوجہ سے قارئین کرام کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ ویسے بھی عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر ایک "معیاری پشتو رسم الخط" کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ جناب میاں صاحبؒ نے شبانہ روز محنت کر کے "پشتو بولنے والے علاقوں میں ایک ہی معیاری پشتو رسم الخط کے اجراء کی بنیاد ڈالی اور آج مذکورہ بالا علاقوں کے ادباء اور شعراء' محققین اور ناقدین ایک ہی پشتو رسم الخط کی تحریر پر متفق ہیں۔ مرحومؒ کا یہ کارنامہ لائق صد تحسین ہے۔ حیران ہوں کہ ابھی اور کتنا کچھ لکھوں۔ افسوس بیشمار سخنہائے گفتنی در طہحر یر سے رہ گئے۔ پس اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ۵۔ مئی ۱۹۹۹ء کو بدھ کے دن حیات شیرپاؤ ہسپتال پشاور میں شام سات بجے پشتو زبان اور علم وادب کا جو آفتاب رخشندہ غروب ہوا۔ اس کی تابانیاں تاریخ کا روشن باب بن کر رہینگی۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار توز داماں گلہ دارد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆